جمعہ | 28-فروری 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون 213029

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 47-82 نمبر 45 | اتوار 20 شوال-1417ھ 28 تبلیغ 1376ہش 28 فروری 1997ء

ہروقت خدا سے مدد مانگتے رہنا چاہئے

ہماری جماعت کو یہ بات بہت ہی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی حالت میں نہ بھلایا جاوے۔ ہر وقت اسی سے مدد مانگتے رہنا چاہئے۔ اس کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ وہ ایک دم میں فنا کر سکتا ہے۔ طرح طرح کے دکھ اور مصیبتیں موجود ہیں۔ بے خوف اور نڈر ہونے کا مقام نہیں اس دنیا میں بھی جھنم ہو سکتا ہے اور بڑے بڑے مصائب آسکتے ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی کسی کی مصیبت میں کام نہیں آسکتا۔ اور کوئی شریک ہمدردی نہیں کر سکتا جب تک خدا دستگیری نہ کرے اور اپنے فضل سے آپ اس مصیبت کو دور نہ کرے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

پس سمجھ لو اور خوب سمجھ لو کہ نرا علم دفن اور خشک تعلیم بھی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ جب تک کہ عمل اور مجاہدہ اور ریاضت نہ ہو۔ دیکھو۔ سرکار بھی فوجوں کو اسی خیال سے بیکار نہیں رہنے دیتی عین امن و آرام کے دنوں میں بھی مصنوعی جنگ برپا کر کے فوجوں کو بیکار نہیں بیٹھنے دیتی اور معمولی طور پر چاند ماری اور پریڈ وغیرہ تو ہر روز ہوتی ہی رہتی ہے۔

جیسا ابھی میں نے بیان کیا کہ میدان کارزار میں کامیاب ہونے کے لئے جہاں ایک طرف طریق استعمال اسلحہ وغیرہ کی تعلیم اور واقفیت کی ضرورت ہے وہاں دوسری طرف ورزش اور محل استعمال کی بھی بڑی بھاری ضرورت ہے اور نیز حرب و ضرب کے لئے تعلیم یافتہ گھوڑے چاہئیں۔ یعنی ایسے گھوڑے جو توپوں اور بندوقوں کی آواز سے نہ ڈریں اور گرد و غبار سے پراگندہ ہو کر پیچھے نہ ہٹیں، بلکہ آگے ہی بڑھیں۔ اسی طرح نفوس انسانی کامل ورزش اور پوری ریاضت اور حقیقی تعلیم کے بغیر اعداء اللہ کے مقابل میدان کارزار میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 36)

ترقی کیلئے ہدایات اور قوانین کی پابندی کرنا ضروری ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

میں اپنی جماعت کو یہی نصیحت کروں گا کہ اگر تم ترقی اور کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو تربیت کے ماتحت رہ کر ہی حاصل کر سکتے ہو۔ جب تک پابندیوں کے لئے تیار نہ ہو گے اور جب تک احکام کے جوئے کے نیچے گردن نہ رکھ دو گے کچھ ترقی نہ کر سکو گے بے شک جو تا پہلے پہل بوجھل لگتا ہے۔ مگر جب عادت ہو جائے تو پھر اس کا احساس بھی نہیں رہتا۔ دیکھو بچوں کو بمشکل جوتی پہنائی جاتی ہے گھر میں بچوں کو جب جوتی پہناتے ہیں تو وہ پھینک کر باہر بھاگ جاتے ہیں۔ اور جب زور دیا جائے تو ان کے چہرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے بڑی پابندی سمجھ رہے ہیں۔ لیکن بڑے آدمی کو کہو کہ جوتی نہ پہنے تو وہ کہے گا یہ بد تہذیبی ہے۔ اسی طرح نیک کام کا بھی جب انسان عادی ہو جاتا ہے تو پھر اسے اس کی پابندی گراں نہیں گزرتی۔ حضرت مسیحؑ کہتے ہیں موت کے لئے روح تو تیار ہے۔ مگر جسم تیار نہیں۔ کیوں اس کا عادی نہیں تھا۔ چاہئے کہ ہماری جماعت کے افراد خواہ وہ قادیان میں رہتے ہوں یا باہر اپنے آپ کو ہر بات میں ہدایات اور قوانین کا پابند بنائیں اور اس کی ایسی عادت ڈالیں کہ ان کو قوانین معلوم ہی نہ ہوں۔ دیکھو بچے ننگے پاؤں پھرتے ہیں مگر بڑے ہو کر نہیں چاہتے کہ جوتی نہ پہنیں۔ بچے پڑھتے نہیں مگر بڑے ہو کر پڑھتے ہیں کیونکہ اسی میں فائدہ سمجھتے ہیں۔ تمہاری یہی حالت ہو۔ اور اب اگر ہدایات کی پابندی کی عادت ڈالو گے تو پھر ان کی پابندی کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ عادت تو بری بھی جس کو پڑ جاتی ہے وہ کرتا رہتا ہے۔ پھر اگر نیکی کی عادت ڈالو گے تو وہ کیوں اچھی نہ لگے گی۔ پس پورے طور پر قوانین کے فرمانبردار بن جاؤ اور اطاعت کی عادت ڈالو ورنہ یاد رکھو قطعاً ترقی نہ حاصل ہو گی۔ قوانین کی پابندی چھوڑ کر نہ پہلے کسی قوم نے ترقی کی ہے نہ اب کر سکتی ہے۔ اپنے اپنے زمانہ کی پابندیوں کو مد نظر رکھنے کی وجہ سے پہلے لوگوں نے ترقی کی۔ اسی طرح تم کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ان رستوں پر چلائے جو کامیابی کے رستے ہیں اور کامیابی کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان کے سمجھنے اور ان پر عمل کی توفیق دے۔

(از خطبہ 3۔ اگست 1923ء)

لذائذ کا مزہ صرف تقویٰ ہی سے آتا ہے جو متقی ہوتا ہے اس کے دل میں راحت ہوتی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

تقریب رخصتانہ

○ عزیزہ امتہ القیوم صبا صاحبہ بنت مکرم محمود مجیب اصغر صاحب امیر ضلع مظفر گڑھ اور مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب کی تقریب شادی 13۔ فروری 1997ء کو دفتر انصار اللہ ربوہ کے لان میں منعقد ہوئی تلاوت اور دعائیہ نظم کے بعد محترم مرزا عبدالحق صاحب (صوبائی امیر پنجاب) نے دعا کروائی۔ 15۔ فروری 1997ء کو دارالرحمت وسطی میں ولیمہ کا بندوست کیا گیا جہاں مکرم نسیم سیفی صاحب (ایڈیٹر الفضل) نے دعا کروائی۔

مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب محترم خواجہ منیر احمد صاحب (وفات یافتہ) کے بیٹے اور محترم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل کے پوتے اور محترم کیپٹن خادم حسین صاحب سابق ناظر امور عامہ کے نواسے ہیں۔

عزیزہ امتہ القیوم صبا محترم میاں فضل الرحمٰن صاحب بسمل بی اے بی ٹی (سابق امیر بھیرہ) کی پوتی اور محترم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب کی نواسی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے بابرکت فرمائے۔

ولادت

○ مکرم وسیم احمد صاحب شمس مربی سلسلہ ماڈل کالونی کراچی کو مورخہ 97-2-8 کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام جلیل عبدالکافی تجویز کیا گیا ہے۔ بچے پر پیدائش کے بعد یرقان کا حملہ بھی ہوا ہے۔ ان کی اہلیہ صاحبہ کو بھی شدید کھانسی کی تکلیف ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم حوالدار میجر (ر) محمد امین صاحب مورخہ 15- فروری 1997ء کو بعمر قریباً 95 سال چکوال میں وفات پا گئے۔ اگلے روز مکرم رانا عزیز اللہ صاحب مربی سلسلہ نے جنازہ پڑھایا۔ ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا جہاں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے 17۔ فروری کو بعد عصر بیت المبارک میں جنازہ پڑھایا اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم سید عبدالحی شاہ صاحب ناظر اشاعت نے دعا کروائی۔ موصوف مکرم ملک مبارک محمود صاحب آف انگلینڈ کے والد اور مکرم ملک بشیر احمد اعوان صاحب انسپکٹر وقف جدید کے تایا جان تھے۔ موصوف کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

28- تبلیغ 1376 ھش   28 - فروری 1997ء

اخلاقِ حسنہ کا انقلاب

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ دنیا کے ہر خطے سے یہ آواز اٹھ رہی ہے کہ اخلاق گر رہے ہیں اور انسانیت کی وہ اقدار جن کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے وہ پامال ہو رہی ہیں۔ یہ کسی ایک خطے کی بات نہیں ہے۔ ہر جگہ یہی رونا رویا جا رہا ہے۔ قتل اور ڈاکے' بدنظری اور بدکاری' رشوت اور دھونس' یہ ساری ایسی چیزیں ہیں جو انسانی اقدار کو پامال کرتی ہیں۔ اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں یہ روز بروز ترقی نہ کر رہی ہوں۔ بجائے اس کے کہ انسان اخلاق کو سدھارنے کی کوشش کرے۔ ہر طرف سے یہ خبریں ملتی ہیں کہ وہ نیچے کی طرف جا رہا ہے۔ اخباروں کو اٹھا کر دیکھئے تو ان کا تیس چالیس فی صد حصہ ایسی ہی خبروں سے تعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ کچھ لوگ اس کیفیت سے پریشان تو ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ کیا کیا جائے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ موثر ثابت نہیں ہوتا۔ قانون بنتے ہیں اور پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ ٹوٹنے لگتے ہیں۔ دراصل اخلاق ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے اندر سے پیدا ہونی چاہئے اور اس کا آغاز باہر سے نہیں بلکہ گھروں سے شروع ہونا چاہئے۔ ہر وہ گھر جس میں اخلاق حسنہ برتے جاتے ہیں وہ معاشرے کے لئے ایک روشنی کا مینار ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو جتنی بداخلاقیوں کا دنیا میں اظہار ہو رہا ہے وہ کسی نہ کسی رنگ میں اور کسی نہ کسی حد تک گھر ہی سے شروع ہوتی ہیں۔ اور جو بداخلاقی گھر سے شروع ہو کر پھیلنے لگتی ہے وہ پھیلتی ہی چلی جاتی ہے۔ انسانیت کا مرکزی نقطہ گھر ہے اور گھر میں بھی میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ کیونکہ گھر شروع میاں بیوی سے ہوتا ہے اور پھر بچوں کی وجہ سے اس میں پھیلاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہر میاں بیوی کے تعلقات اچھے ہوں۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق حسنہ سے پیش آئیں تو یقیناً سارا معاشرہ سدھر سکتا ہے۔ میاں بیوی کے اخلاق سے بچے متاثر ہوں گے۔ میاں بیوی اور بچوں کے اخلاق سے ہمسائے اور محلے اور شہر متاثر ہوں گے۔

پس اس وقت جو خرابیاں پائی جاتی ہیں ان پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ٹوٹے ہوئے گھر سے شروع ہوتی ہیں اور پھیلتی پھیلتی محلوں شہروں اور ملکوں تک جا پہنچتی ہیں اور اس کا اثر پھر ایک ملک تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ ہر قسم کے تعلقات پر اثر انداز ہو کر دوسرے ملکوں کے معاملات کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ اگر اخلاق حسنہ کو اختیار کیا جائے یا یوں کہئے کہ اگر ہر شخص اخلاق حسنہ کو اختیار کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا میں کوئی خرابی نظر آئے۔ آپس کے معاملات بھی درست ہوں اور آپس کے تعلقات بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہوں۔

کیا ایسا کرنا مشکل ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر ہم یہ سوچتے رہیں کہ ساری دنیا میں خرابیاں ہیں اور ساری دنیا کو ٹھیک کرنا بڑا مشکل ہے تو یہ بات یقیناً مشکل نظر آئے گی۔ لیکن اگر ہم یہ سوچیں کہ ایک گھر کے اخلاق حسنہ برتنے سے دوسرا گھر بھی ایسا ہی کرے گا تو بات انفرادی ذمہ داری پر آجاتی ہے۔ اگر ہم میں سے ہر شخص یہ فیصلہ کر لے کہ اس نے دنیا کی بداخلاقیوں کی طرف دیکھنے اور ان کی مذمت کرنے کی بجائے اپنے آپ کو بااخلاق بنالینا ہے۔ اپنے گھر سے اخلاق حسنہ کی مثال شروع کرنی ہے تو یقیناً ایسا کرنے سے معاشرہ خود بخود سدھار کی طرف آنے لگے گا۔ بات بھی آسان ہو جائے گی اور پھیل بھی زیادہ جائے گی۔ لیکن عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ ہم دنیا بھر کی خرابیوں کی مذمت کرتے ہیں اور مذمت ہی کرتے چلے جاتے ہیں اور ہماری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ہم اس سدھار کا آغاز کہاں سے کریں۔ یہ سدھار ہماری اپنی ذات سے ہونا چاہئے اور اس طرح ہونا چاہئے کہ ہم کسی کی مذمت تو نہ کریں لیکن اپنی زندگی کا تجزیہ ضرور کریں۔ اور اس تجزیہ کے نتیجہ میں اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ دراصل بہتری افراد سے شروع ہوتی ہے۔ معاشرہ افراد کے اجتماع کا ہی تو نام ہے۔ اور اگر معاشرہ میں ہر فرد اچھا ہو جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ سارا معاشرہ اچھا ہے۔

پس آیئے ہم ساری دنیا کو بہتر بنانے کے لئے اپنے آپ سے بات شروع کریں کسی کی مذمت کرنے سے ہمارے اخلاق سدھر نہیں جائیں گے۔ لیکن اگر ہم اپنے اخلاق کو سدھار لیں تو کسی کی مذمت کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

پس اخلاق حسنہ کا انقلاب اپنی ذات سے شروع کیجئے۔ لوگوں کو دیکھئے تو سہی لیکن ان پر سبق ٹھونسنے کی بجائے سبق خود لیجئے۔ اور اپنے آپ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔ اور جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے یہ بات گھروں سے شروع ہونی چاہئے۔ میاں بیوی کے تعلقات اچھے ہوں۔ ایک دوسرے سے اچھے اخلاق سے پیش آئیں۔ ہر گھر میں بچوں کی تربیت کی جائے۔ انہیں اخلاق حسنہ سکھائے جائیں۔ ہر گھر یہ فیصلہ کر لے تو ہر معاشرہ ہر محلّہ ہر شہر اور ہر ملک سدھار کی طرف چل پڑے گا اور دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا۔ فی زمانہ اسی انقلاب کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آیئے ہم اس کا آغاز کر دیں۔

سرد مہری کا شوق پورا کر
آنکھ مجھ سے ملا' نہ دیکھ ادھر
اپنا گھر چھوڑنا پڑے گا تجھے
ہے ترے راستے میں میرا گھر

ابوالاقبال

انٹرویو: زاہد ملک- ایڈیٹر انچیف ہفت روزہ حرمت اسلام آباد

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا ایک انٹرویو

س:- پاکستان کے سابق صدر جنرل محمد ایوب خان کا دور حکومت کا سنہری دور تصور ہوتا ہے۔ ان کے عہد حکومت میں پاکستان میں تعمیر و ترقی کا غیر معمولی کام ہوا۔ آپ بھی اس نظام کا حصہ تھے اور سابق صدر کے اعلیٰ صلاح کاروں میں شامل تھے۔ میں آپ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا یہ صدر ایوب کی ذاتی اور شخصی خوبیاں تھیں، ان کی ٹیم کی خوبیاں تھیں یا اس نظام کی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے ان کے دور میں اس قدر قابل تعریف کام ہوا۔ غرض یہ کہ اس عہد میں ترقی کا اتنا زیادہ کام ہونے کے پس پردہ کیا عوامل کار فرما تھے؟

ج:- ابتداء میں تو میں صوبائی حکومت میں شامل تھا۔ مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقعہ اس وقت ملا جب میں 1962ء میں پہلی مرتبہ مرکزی حکومت میں بحیثیت فنانس سیکرٹری شامل ہوا۔ اس وقت حکومت کراچی سے اسلام منتقل ہو چکی تھی۔ مجھے ان کی جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ان کا ملک و قوم کے لئے گہرا درد تھا۔ وہ بڑے محب وطن تھے۔ وہ ملک کی ترقی اور تعمیر کے لئے مستقل طور پر کوشاں رہتے اور قوم کو ترقی یافتہ قوموں کے شانہ بشانہ لا کھڑا کرنے کے لئے ہمیشہ سوچتے رہتے۔ وہ پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لانا چاہتے تھے۔ ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ اپنے سرہانے کے نیچے ایک کاپی اور پینسل رکھتے اور اگر کوئی مفید بات ذہن میں آجاتی تو اسے اس کاپی میں لکھ لیتے اور کابینہ کی میٹنگ میں زیر بحث لے آتے بے شک وہ ایجنڈے میں شامل ہو یا نہ ہو۔

وہ بہت سادہ زندگی گزارتے اور ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ وطن کے لئے وقف تھا۔ جب تک بیماری نے ان پر حملہ نہیں کیا وہ بہت توانائی کے ساتھ ملک و قوم کے لئے کام کرتے رہے۔ البتہ بیمار ہونے کے بعد انہیں کمزوری نے آلیا۔ اوپر سے مشرقی پاکستان کے حالات نے بڑی خرابی پیدا کی۔ پھر کچھ وزراء کے باہمی اختلافات نے بھی حالات پر اثر ڈالا۔ بھٹو صاحب اور نواب آف کالاباغ کے مابین کچھ اختلافات تھے اس سے بھی وہ پریشان تھے مگر اصل کمزوری ان کی بیماری کی وجہ سے آئی۔ ورنہ بیماری سے پہلے وہ ہر چیز پر مکمل طور پر حاوی تھے اور حالات پر ان کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ دوسرے مسائل بھی اسی لئے پیدا ہوئے کہ بیماری کی وجہ سے ان کا کنٹرول کمزور ہو گیا۔

مجھے کبھی کبھی بیرون ملک ہونے والی پرائم منسٹرز کانفرنس میں ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن پرائم منسٹرز کانفرنس میں کشمیر کے موضوع پر بحث ہو رہی تھی۔ دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی۔ بھارتی وفد کی قیادت مرارجی ڈیسائی کر رہے تھے۔ وہ کانفرنس کی کارروائی میں سے کشمیر کے ذکر کو گول کر جانا چاہتے تھے لیکن صدر پاکستان نے پورا دباؤ ڈال کر کارروائی میں اسے شامل کرایا۔ ان کا موقف تھا کہ جب اس موضوع پر دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی ہے تو پھر اسے کارروائی میں شامل نہ کرنے کا کیا جواز ہے؟ صدر مملکت نے کہا ہم یہ نہیں چاہتے کہ صرف ہمارا موقف دیا جائے آپ نہ ہمارا موقف دیں نہ بھارت کا بلکہ اسے اس طرح شامل کریں کہ پرائم منسٹرز کانفرنس میں کشمیر کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ اس پر دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی اور کانفرنس نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ دونوں ممالک اس مسئلے کو باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ خوش اسلوبی سے طے کر لیں۔

آخر میں کانفرنس کے صدر نے کہا کہ بہت بحث ہو گئی اور ایک چھوٹا سا ڈرافٹ بنا کر صدر کو پیش کیا۔ میں ان کے پیچھے بیٹھا تھا وہ انہوں نے مجھے دیا کہ میں بھٹو صاحب کو دکھاؤں۔ اس ڈرافٹ کا پہلا فقرہ تھا

Disputes between India and Pakistan came under Discussion

بھٹو صاحب نے "S" کاٹا اور Disputes کی بجائے the dispute کر دیا۔

صدر صاحب کہا کرتے تھے کہ ہمیں پروگریسو انڈسٹری لگانے کی ضرورت ہے جس میں مزدوروں کا استحصال نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ زراعت کو بھی ترقی یافتہ بنانا چاہتے تھے۔

انسانی ہمدردی کا جذبہ بھی ان میں بہت زیادہ تھا۔ سکندر مرزا ملک سے باہر تھے جب انہیں ہارٹ اٹیک ہوا صدر صاحب کو پتہ چلا تو شعیب صاحب سے کہا کہ انہیں پانچ ہزار ڈالر بیماری کے اخراجات کے لئے بھیج دیں۔ شعیب صاحب نے کہا کہ ان کی بیگم یہاں پاکستان میں موجود ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ وہ روپے جمع کرا دیں تاکہ ان کے عوض سکندر مرزا صاحب کو ڈالر بھیجے جا سکیں۔ یہ بات صدر صاحب کو کچھ ناگوار سی گزری۔ وہ کہنے لگے نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان سے روپے لے کر ڈالر بھیجیں بلکہ اپنی طرف سے بھیج دیں کیونکہ بیماری کے دوران انہیں اخراجات کی شدید ضرورت ہو گی۔

اسی طرح جنرل نذیر تھے جو فیض صاحب والے سازش کیس میں ملوث رہتے تھے ان کے بارے میں جب انہیں پتہ چلا کہ ان کے مالی حالات خراب ہو چکے ہیں تو انہوں نے پنجاب حکومت میں شیخ فضل الٰہی صاحب جن کے پاس زمینوں کے معاملات سے متعلقہ وزارت تھی سے کہا کہ انہیں آٹھ مربعے زمین الاٹ کر دی جائے۔ ان لوگوں کے ساتھ اختلافات بھی آئے اور لوگ بھی تھے لیکن انہوں نے ہر ایک کے ساتھ بے حد انسانی ہمدردی کا سلوک کیا۔

س:- اس زمانے میں بہت سے بڑے بڑے لوگوں نے پرائیوٹ سیکٹر میں کارخانے لگائے اور سرمایہ کاری کی۔ یہ فرمائیے کہ وہ کون سی وجوہات تھیں اور وہ کون سی بنیاد تھی جس کے حوالے سے ان لوگوں نے اس وقت کی حکومت کی پالیسیوں پر اعتماد کیا اور نجی شعبے میں بلا جھجک وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی؟

ج:- اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں یقین تھا کہ حکومت کی پالیسیاں مستقل بنیادوں پر استوار ہیں اس لئے وہ کتنی بھی سرمایہ کاری کریں ان کا سرمایہ محفوظ رہے گا۔ پالیسیوں میں تبدیلی یا تزلزل کا تصور ہی کوئی موجود نہیں تھا۔ سیاسی استحکام کی وجہ سے سرمایہ کار حوصلے اور اعتماد کے ساتھ سرمایہ کاری کرتے تھے اور انہیں یقین ہوتا تھا کہ حکومت کی طرف سے انہیں ضروری تعاون ضرور حاصل ہو گا۔ اور پھر انہوں نے منصوبوں پر یقینی عملدرآمد کے لئے "چیئرمین پلاننگ کمیشن" کا عہدہ قائم کیا۔ اس کے قیام کا مثبت نتیجہ یہ ہوا کہ منصوبہ بندی کا تمام تر عمل چونکہ صدر کے نام پر ہوتا اور تمام کام کے پیچھے ایک توانا قوت کار فرما رہتی اس لئے نتائج ہمیشہ غیر معمولی حاصل ہوتے اور حکومتی پالیسیوں پر اعتماد مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہتا۔

س:- کیا اس وقت کی حکومت کے پاس مستقبل کے بارے میں اس طرح کا کوئی تصور موجود تھا کہ آئندہ پانچ سال، دس سال، یا چند سال میں پاکستان کہاں پہنچے گا۔ آنے والے سالوں میں پاکستان کی کیا شکل صورت ہو گی۔ کیا حکومت کے سامنے ایسا کوئی ٹارگٹ تھا کہ پاکستان کو کہاں پہنچانا ہے؟

ج:- یقیناً تھا۔ نہ صرف ان کے سامنے اس بارے میں ایک واضح تصور موجود تھا بلکہ ورلڈ بینک کے سامنے بھی تھا۔ جب انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تو ورلڈ بینک کے صدر نے انہیں فوراً تار بھیجا اور تار میں لکھا کہ مجھے آپ کی بیماری سے بہت فکر لاحق ہو گیا ہے اگر آپ پانچ سال مزید اس نظام کو چلا سکتے تو پاکستان یقینی طور پر ترقی یافتہ ملک بن جاتا اور اپنے قرض اتارنے کے قابل بن جاتا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات آتی تھی کہ اگر پاکستان کو اس نظام کو چلانے کے لئے صرف پانچ سال مزید مل جاتے تو پاکستان کی معاشی صورت حال بہت مضبو ہو جاتی۔

س:- میاں صاحب آپ صدر ایوب کے دور کی روشنی میں پاکستان کی موجودہ معاشی صورت حال کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

ج:- پہلی بات تو یہ ہے کہ "احتساب" بالکل نہیں رہا۔ لوگ جو کچھ مرضی کرتے رہیں انکا محاسبہ کوئی نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ کہ ڈسپلن کی کمی ہے۔ کام کرنے کے جو قواعد ہیں ان کے مطابق کام کرنے کی اہلیت نہیں رہی۔ تیسری یہ کہ سروسز میں نظم و ضبط نہیں رہا۔ ہمارے وقت میں جو فیصلے ڈپٹی سیکرٹری کر لیتا تھا اب وہ سیکرٹری بھی نہیں کرتا۔ اسی طرح جو فیصلے سیکشن آفیسر کر لیتا تھا اب نہیں کرتا۔ اسی طرح کام کے کسی ایک جگہ مرتکز ہو جانے سے نتائج خاطر خواہ برآمد نہیں ہوتے۔ پھر کرپشن کی موجودہ صورت حال نے بھی بہت بگاڑ پیدا کیا ہے۔ المختصر کرپشن، احتساب کا فقدان اور امن و امان کی مایوس کن کیفیت وغیرہ کی وجہ سے موجودہ معاشی صورت حال تسلی بخش نہیں۔

ایک اچھی بات

جس قدر انسان سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کے وجود پر اس کو اطلاع ہوتی ہے۔

س:- یہ تو ٹھیک ہے کہ اس وقت انفراسٹرکچر اور امن و امان کا مسئلہ تو ہے لیکن کچھ ایسا تاثر بھی محسوس ہوتا ہے جیسے ہمارے منصوبہ ساز ذہنوں کے پاس کوئی باقاعدہ منصوبہ ہی نہیں، کوئی پلاننگ نہیں، کوئی ٹارگٹ نہیں۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ آخر ہمارے ہاں بڑے پیمانے پر صنعت کیوں نہیں لگتی؟

ج:- بھٹو صاحب نے جب صنعت کے بارے میں اپنی پالیسی مرتب کی تو ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسا آدمی دے دیں جو اس پالیسی کو اچھے طریقے سے چلا سکے، کامیاب کر سکے۔

س:- کہاں سے آدمی دیں؟

ج:- ورلڈ بینک سے۔ تو میں نے کہا کہ محبوب الحق صاحب کو لے لیں۔

س:- آپ ان دنوں ورلڈ بینک میں تھے؟

ج:- جی۔ میں وہاں ایگزیکٹو ڈائریکٹر تھا تو محبوب الحق یہاں سے چلے گئے۔ استعفیٰ دے کر۔ اس سے پہلے بھٹو صاحب یہاں آئے ہوئے تھے۔ ایران کے سفیر اردشیر نے کھانے پر بلایا ہوا تھا۔ وہ کھانے کے بعد ایمبیسی سے ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں بھی یہی بحث ہوتی رہی۔ پیرزادہ بھی ساتھ تھے۔ پیرزادہ نے ان سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسا آدمی نہ تجویز کریں جو ہماری فلاسفی سے ہم آہنگی نہ رکھتا ہو۔ وہ کہنے لگے کہ آپ مجھے اپنے معاشی نظریات کے حوالے سے اپنے معاشی ڈھانچے کے بارے میں آئیڈیا دیں۔ جب محبوب الحق آیا اور یہ تجویز آئی تو اس پر وزیر خزانہ مبشر حسن نے بہت بڑا تنقیدی نوعیت کا Critical نوٹ لکھا کہ

This is entry from back door into economic policy at the level of deputy chairman planning commission. This will not be acceptable.

تو بھٹو صاحب اس پر تھوڑے سے پیچھے ہٹے۔ میں جا کے ملا۔ میں نے کہا کہ جس Understanding پر وہ آیا تھا اس کو بتا دیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں چیئرمین نہیں ہوں گا بلکہ فنانس منسٹر چیئرمین ہو گا۔ میرے استفسارے پر انہوں نے بتایا کہ میں نہیں چاہتا کہ اگر میں چیئرمین ہوں اور کل کو کوئی خرابی ہو تو لوگ مجھے مورد الزام ٹھہرائیں۔ میں نے کہا کہ آپ کو تو بہرحال مورد الزام ٹھہرایا جائے گا لیکن اگر آپ چیئرمین نہیں بننا چاہتے تو نہ بنیں لیکن اس کا فنانس منسٹری کے ماتحت کام کرنے کا خیال بھی درست نہیں۔ معیشت میں خاطر خواہ کامیابی کے لئے ان کا آزادانہ طور پر کام کرنا ضروری ہے۔ تو وہ کہنے لگے اچھا۔ وقار سے کہو کہ وہ مجھ سے بات کریں۔ میں نے محبوب کے بارے میں پتہ کیا تو وہ لاہور سے جا چکا تھا۔ واپسی پر مجھے محبوب نے

بتایا کہ مبشر مجھ سے کہتے تھے کہ آپ نے دو کام کرنے ہیں ایک تو ٹیکسٹائل کی صنعت کو قومیانہ ہے اور دوسرے یہ کہ میں مڈل کلاس کو ختم کر دینا چاہتا ہوں۔

س:۔ مڈل کلاس کو ختم کرنے سے ان کا کیا مقصد تھا؟

ج:۔ مبشر کا خیال تھا کہ غریب طبقے کو آگے لایا جائے اور مڈل کلاس کو درمیان میں سے یکسر ختم کردیا جائے۔ یہ صورت حال تھی۔

س:۔ نیشنلائزیشن سے قومی معیشت پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔

ج:۔ روپے کی قیمت میں کمی کر دی گئی اس سے پہلے ڈالر کے مقابلے میں ساڑھے سات تھی۔ انہوں نے گیارہ کردی۔ تو جب گیارہ ہوئی تو صدر صاحب نے مجھے بلایا۔ آئی ایم ایف ٹی کے ساتھ اس سلسلے میں غلام اسحاق خان اور آفتاب قاضی نے بات کی تھی تو صدر صاحب نے مجھے بلایا اور کہا یہ بہت زیادہ ہے۔ میں اس سلسلے میں بات کروں۔ میں نے آئی ایم ایف ٹی سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ تو پاکستان کی جانب سے بذات خود کمی کی گئی ہے اور اب تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں نے غلام اسحاق خان سے بات کی کہ یہ آپ نے کیوں کیا۔ اتنی زیادہ کمی کیوں کردی یہ تو بہت زیادہ ہے۔ کہنے لگے ہاں میں مانتا ہوں کہ یہ بہت زیادہ ہے لیکن یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ اگر ڈی ویلیوایشن کو کامیاب کرنا ہے تو اس میں ایک ڈسپلن اور مخصوص پالیسی کا اپنانا ضروری ہوتا ہے اور یہ گورنمنٹ نے نہیں کرنا تھا تو میں نے سمجھا کہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی جمپ میں ایسے لیول پر لے جاؤ کہ پھر وہ دوبارہ مستقبل قریب میں جلد ہی روپے کی قیمت میں کمی نہ کر سکیں۔

س:۔ یعنی آپ سمجھتے ہیں کہ بھٹو صاحب نیشنلائزیشن سے ملکی معیشت کو دھچکا لگا؟

ج:۔ یقیناً۔ کیونکہ اس سے نہ ڈسپلن رہا اور جو فرد کا مفاد ہوتا ہے وہ بھی غائب ہو گیا۔ پریشر یہ تھا کہ یہ کام کرلو' وہ کام کرلو' افرادی قوت کا جو صنعت کے لئے تناسب ہوتا ہے وہ بھی وجود برقرار نہ رہ سکا اور نہ ہی کسی قسم کے محاسبے کی کوئی شکل رہی۔

س:۔ اب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستان معاشی طور پر دوبارہ اپنے پاؤں پر کسی طرح کھڑا ہو سکتا ہے۔ نیز یہ کہ محبوب الحق صاحب نے جو زرعی اصلاحات تجویز کی تھیں ان کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ج:۔ پہلی زرعی اصلاحات غالباً ایوب خان کے دور میں ہوئیں۔ انہوں نے ایک کام یہ کیا تھا کہ انہوں نے ہر سیکٹر کا جائزہ لیا۔ انہوں نے لینڈ ریفارم کے لئے ایک کمیشن بٹھایا تاکہ جو جو نقائص اور خامیاں ہیں ان کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنے کے لئے اقدام کیا جاسکے۔ اس میں تھوڑی سی گڑبڑ یہ تھی کہ زرعی اصلاحات کو جس حد تک جانا چاہئے تھا اس حد تک نہیں ہوئیں۔ اور ہاریوں یا کسانوں کو ان سے کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا کیونکہ بڑے زمینداروں نے اپنی زمینوں کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرلیا اور ان زرعی اصلاحات سے وہ فائدہ نہ ہو سکا جس کے لئے وہ کی گئی تھیں۔

س:۔ کیا آپ کوئی ایسا فارمولا پیش کرنا چاہیں گے کہ پاکستان کس طرح ترقی کی راہ میں گامزن ہو سکتا ہے؟

ج:۔ میرا خیال ہے کہ فارمولا تو یہی ہو سکتا ہے کہ نمبر ایک ملک کے اندر سیاسی استحکام ہو پھر پالیسیوں میں تسلسل ہو اور اخراجات پر کنٹرول ہو جس طرح ہر محکمے میں ہر سطح پر قومی دولت کا ضیاع ہو رہا ہے وہ کم ہو اور دفاع اور قرضوں کی صورت حال کو کم از کم کنٹرول میں لایا جائے۔ بے جا اخراجات ختم کئے جائیں اور سب سے اہم بات یہ کہ محاسبے کی کوئی شکل لازماً موجود ہو اگر یہ کچھ کرلیا جائے تو شاید کوئی بہتری کی صورت نکل آئے۔

س:۔ ہمارے ہاں سیاسی حکومتیں تو تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ کیا کوئی ایسی صورت ممکن نہیں کہ جو معاشی پالیسیاں مرتب ہوں۔ ان کا تسلسل برقرار رکھنے کے لئے ان پالیسیوں کو آئینی تحفظ حاصل ہو جائے تاکہ بیرونی سرمایہ کاروں کا اعتماد بھی بحال رہے۔

ج:۔ یہ تو بہت ضروری ہے بیرونی سرمایہ کاروں کو یقیناً یقین دہانی ہونا چاہئے کہ وہ پر اعتماد ہو کر سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔ دیکھئے نا' ورلڈ بینک نے بھی اس قسم کا یقین دہانی کا نظام قائم کر رکھا ہے کہ جو لوگ نجی سطح پر سرمایہ کاری کرتے ہیں انہیں تحفظ کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے اس کے بغیر نہ تو ملک کے اندر اعتماد پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی ملک کے باہر اعتماد ہو سکتا ہے۔

س:۔ آپ کا کیا خیال ہے جس طرح ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے جال میں جکڑے گئے ہیں اس سے کیا ہمارا اقتدار اعلیٰ یرغمال بن کر نہیں رہ گیا؟

ج:۔ ایک حد تک تو یہ بات درست ہے کیونکہ جب ہم قرضہ لیتے ہیں تو اس سلسلے میں جو ان کے نظریات (Concept) ہیں ان کو انہی اقدار اور اپنے نقطہ نظر کو آپ پر جبراً نافذ (Enforce) کرتے ہیں چاہے آپ کے حالات درست ہوں یا نہ ہوں۔ دوسرے ان کا اپنے مقاصد کے آپ پر نفاذ کا جو طریقہ کار ہوتا ہے وہ ایسا ہوتا ہے جس سے آپ کی سیاسی آزادی یقیناً متاثر ہوتی ہے اس لئے اصل حل یہ ہے کہ قرضے حاصل نہ کئے جائیں۔ قرضوں کے بغیر بھی کئی ممالک نے ترقی کی۔ چین نے بڑی حد تک ترقی کی لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ خود پر ہم لوگ جبر کریں۔ قربانی دیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔ جب تک یہ نہیں کریں گے ہم ایک آزاد قوم کی حیثیت سے ترقی نہیں کر سکتے۔

س:۔ آپ کافی عرصہ سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وطن عزیز کی تعمیر و ترقی کے سلسلہ میں آپ کوئی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ کیا آپ ایسا محسوس نہیں کرتے۔

ج:۔ یقیناً محسوس کرتا ہوں۔ اور اس بارے میں' میں تو کیا سبھی محسوس کرتے ہیں۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ ہم ملک سے باہر آکر کچھ خوش نہیں ہیں۔ ہمارے دل اور ہماری تمام تر توجہ پاکستان میں مرتکز ہے۔ مگر ہمیں حالات نے ملک سے باہر آنے پر مجبور کردیا ہے۔ کم از کم ہماری کمیونٹی کی قیادت کے لئے ملک میں رہنا ناممکن بنا دیا گیا۔ جو آرڈیننس جاری ہوا اس کے مطابق ایک احمدی کی ہر حرکت جرم کے زمرے میں شامل ہو گئی۔ وہ معصوم بھی ہو اس نے کوئی قابل اعتراض حرکت نہ کی ہو مگر اسے دھر لیا جائے گا کہ تم غیر مسلم ہو کر مسلمانوں کی طرح کیوں رہتے ہو۔ اس بات کی چھ مہینے کے لئے سزا ہے آپ کہیں "اسلام علیکم" یا آپ اپنے گھر یا دفتر یا کہیں بھی "اللہ' محمد" یا اس نوعیت کی کوئی پلیٹ نہیں لگا سکتے۔ وہاں آذان پر پابندی ہے میرے خیال میں یہ آرڈیننس نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ آئین کی روح کے بھی خلاف ہے جس میں تمام اقلیتوں کو مذہبی آزادی کا حق دیا گیا ہے۔ خود قائداعظم کا جو گیارہ ستمبر 1947ء کا فرمان ہے یہ اس کے بھی خلاف ہے۔ اس کا کوئی جواز نہیں۔ اور پھر ملک میں ایک ایسی فضا پیدا کی گئی ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگوں کو متحد کیا جائے لوگوں کو منتشر کرنے اور ایک دوسرے سے دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہماری قومی زندگی کے پچاس سال گزر گئے ہیں۔ مگر ابھی تک ملک کے اندر نہ تو آئینی استحکام آیا ہے اور نہ ہی لوگوں کے درمیان اتحاد کی کوئی صورت بنی ہے۔ جہاں تک ہماری جماعت کا تعلق ہے یہ اپنی خوشی سے باہر نہیں آئی۔ اسے ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے لیکن اس سب کے باوجود ہمیں جب بھی کوئی موقع ملتا ہے ہم پاکستان کے لئے ضرور کام کرتے ہیں اور جو کچھ ممکن ہوتا ہے وہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر تین چار مثالیں دیتا ہوں۔ ہماری تعلیم ہماری رگوں میں اور ہمارے خون میں سرایت کرچکی ہے وہ یہ کہ ملک کے ساتھ ہر صورت میں وفاداری کو نبھانا ہے تو ایک دفعہ لندن میں ایک کانفرنس ہوئی تھی اس کے بعد پریس کانفرنس ہوئی جس میں ایک امریکی ڈاکٹر تھے۔ ڈاکٹر مظفر احمد وہ (احمدی) ہو گئے تھے یہ ان کا (احمدی ہونے کے بعد کا) نام تھا انہوں نے سوال کیا کہ اب جبکہ پاکستان میں اس کمیونٹی کے خلاف اقدام ہو چکا ہے تو کیا آپ یہ مناسب نہیں سمجھیں گے کہ اپنے ایم این اے اور سینیٹرز حضرات سے کہیں کہ وہ پاکستان کی ایڈ بند کرنے کے لئے تجویز دیں تو اس کا انہوں نے بڑا خوبصورت جواب دیا۔ اس نے کہا کہ ہم پاکستان کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم پاکستان کے حق میں ہیں۔ ہم صرف اس پالیسی کے خلاف ہیں جو ہمارے نزدیک (دین) کے خلاف ہے۔ آئین کے خلاف ہے ملک کے بانی کے خلاف ہے۔ اور جو انسانی حقوق کے خلاف ہے ہم اس پالیسی کے خلاف کوشاں رہیں گے۔ لیکن ہم ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے جو پاکستان یا پاکستان میں رہنے والوں کے لئے کسی طرح سے ذرا بھی نقصان کا باعث ہو۔ یا پھر حال ہی میں پریسلر ترمیم کے خلاف جو براؤن ترمیم کے لئے کوشش ہوئی تھی تو اس وقت مجھے بھی ایمبیسی نے کہا کہ میں بھی اس سلسلے میں کوشش کروں۔ تو میں نے اس وقت بڑی بھرپور کوشش کی تھی یہاں تک کہ یہاں پاکستانی کمیونٹی اور تمام متعلقہ حلقوں میں خاصی دھاک بیٹھی اور حیرت سے لوگوں نے کہا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ ملک کے خلاف ہیں لیکن انہوں نے تو ملک کے لئے بڑا کام ہے اور جان کی بازی لگا کے جدوجہد کی ہے۔

س:۔ آپ نے ذاتی طور پر اس میں کوئی کردار کیا ہو؟

ج:۔ جی ہاں! ذاتی طور پر بھی کیا۔ اور ہماری جماعت کی یہاں کوئی چالیس کے قریب کیٹیاں ہیں۔ ان سب کو لکھا کہ اپنے اپنے ایم این اے حضرات کو اور سینیٹرز کو کہیں کہ وہ اس سلسلہ میں اپنا اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں اور کام کریں۔ خاص طور پر 14 ممبرز کو جن کی کمیٹی بیٹھی تھی۔ ان پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ اس سلسلے میں بھرپور کوشش کریں۔ میرے اپنے امریکن دوست تھے گورنر ریٹائرڈ۔ ان سے میں نے بات کی ان کی میں نے پریسلر سے بات کرائی۔ اس حوالے سے جو سب سے زیادہ موثر آدمی تھا وہ ری پبلکن تھا اور یہ بھی ری پبلکن تھے۔ میں نے ان سے بھی کہلوایا۔ تو اس نے کہا کہ تم فون کرکے آجانا اور میں اس سلسلے میں بھرپور کوشش کا وعدہ کرتا ہوں۔ اسی طرح میرے ایک اور پروفیسر دوست تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ تم کیوں کرتے ہو جب تمہارے خلاف اس قدر زہر اگلا جاتا ہے تو پھر تم کیوں اس قدر کوشش کر رہے ہو تو میں نے ان سے کہا کہ ہماری مخالفت گورنمنٹ کی پالیسی سے ہے لیکن ہماری مخالفت کا کوئی بھی اور ذرا سا بھی حصہ پاکستان کے خلاف نہیں ہے۔ ہم ملک کے اتنے ہی وفادار ہیں جتنا کسی محب وطن کو ہونا چاہئے۔ ہم ملک کے مفاد کے لئے ہمیشہ سے کام کرتے آئے ہیں اور جہاں بھی ضرورت پڑے گی ہم کام کریں گے۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ فیلڈ مارشل ایوب خان مجھے کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص چیخ چیخ کر سو دفعہ کہے کہ یہ جو احمدی ہیں یہ ملک کے خلاف ہیں تو میں اس پر ایک سیکنڈ کے لئے بھی یقین نہ کروں گا۔ کہنے لگے کہ 1965ء کی جنگ کے دوران میں نے ایک بہت ہی خطرناک مشن پر بھیجنے کے لئے دس آدمیوں کو بلایا اور کہا کہ جس مشن پر آپ کو بھیجا جا رہا ہے وہ اتنا خطرناک ہے کہ اس میں زندہ بچ کر واپس آنے کا امکان صرف دس فیصد ہے جبکہ 90 فیصد امکان یہی ہے کہ وہ واپس نہیں آئیں گے تو پہلا آدمی جس نے اثبات میں فوراً ہاتھ اٹھایا وہ احمدی تھا۔

س۔ کون صاحب تھے وہ۔

ج:۔ منیب نام تھا اس شخص کا۔ وہ پائلٹ تھا۔ تو کہنے لگے کہ ایسی صورت حال میں' میں کیسے یقین کرلوں کہ احمدی ملک کے دشمن ہیں۔ اسی 1965ء کی جنگ میں بہت سے احمدیوں نے اپنی جانیں دیں۔ الزامات کا کیا ہے وہ تو لوگ لگاتے ہی رہتے ہیں۔ کبھی کسی کا ایجنٹ بنا دیتے ہیں کبھی کسی کا۔ لیکن احمدیوں نے ہمیشہ ملک کے لئے قربانیاں دیں۔ آپ ڈاکٹر عبد السلام کو لے لیجئے۔ انہیں جو اعزاز ملا انہوں نے وہ ملک کے لئے وقف کردیا اور حکومت سے کہا کہ اسے تعلیم

کی ترقی اور دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کریں۔ مجھے ایک دن کہتے ہیں کہ مجھے اعزاز ملا ہے اور مجھے بھارت کی طرف سے بار بار پیغام آ رہے ہیں کہ تم یہاں آؤ ہم تمہیں ہر طرح سے نوازیں گے لیکن میں پاکستان میں جب تک نہ جاؤں گا یہ مجھے بڑا ناگوار گزرتا ہے کہ میں کسی اور ملک کی دعوت قبول کرلوں اور ساتھ ہی انہوں نے اپنی وفات تک پاکستانی شہریت قائم رکھی۔ انگریزوں نے بھی انہیں بار بار اس طرح کی شہریت دینے کی دعوتیں دیں لیکن انہوں نے ہمیشہ اپنے ہی ملک کا شہری رہنے کو ترجیح دی۔ ہمیشہ اپنے ملک کا مفاد عزیز رکھا۔ یہ ایک قومی جذبہ ہی تھا جس کا انہوں نے ہمیشہ پاس رکھا۔

س:۔ میاں صاحب ہمارے ہاں احمدی حضرات تقریباً ہر ادارے میں بہت اچھے معیار کے ساتھ نہایت آرام دہ زندگی گزار رہے ہیں حکومت میں بھی ہیں' فوج میں بھی ہیں اور کاروبار میں بھی بہت سے لوگ ہیں مگر ایسا کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ ان کا دائرہ حیات تنگ ہوتا جارہا ہو اور پاکستان میں ان کے لئے زندگی گزارنا مشکل کردی جائے۔

ج:۔ خیر ایسا بھی نہیں۔ بہت سی کہانیاں ایسی موجود ہیں جیسے میں نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پڑھے لکھے لوگوں میں نہ ہو لیکن ان پڑھ لوگوں میں اور جو ملاؤں کے زیر اثر آتے ہیں ان میں شدید تعصب موجود ہے ابھی پچھلے دنوں انہوں نے ایک احمدی کو قتل کردیا ہے۔ یہ صوبہ سرحد میں واقعہ رونما ہوا۔ اسی طرح تین چار ہزار کیس...... کے ہیں۔ کوئی 21' 22 احمدی شہید کئے گئے ہیں۔ ایک کیس اس طرح ہوا کہ ایک ڈاکٹر تھا حیدر آباد میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے آپ اسے گھر جاکر دیکھ لیں۔ ڈاکٹر نے موجود اپنے مریضوں سے معذرت کی کہ میں اس کے بیٹے کو دیکھ آؤں کیونکہ اس کی حالت زیادہ خراب ہے۔ واپس آ کر آپ کو دیکھتا ہوں۔ اس طرح وہ بندہ ڈاکٹر کو اپنے ساتھ گھر لے گیا اور گھر جاکر اسے شوٹ کر دیا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ہوئے ہیں۔

میں نے تو انہیں تجویز دی تھی کہ اس آرڈیننس کو اگر ختم نہیں کرسکتے تو کم از کم اتنا ضرور کریں کہ پینل کوڈ میں جو پرووِژن ہے اس قسم کے مقدمات کا اندراج کی جن کا تعلق مذہب سے ہو وہ براہ راست تھانے میں درج نہ کرائے جائیں بلکہ وہ ہوم سیکرٹری کے پاس درج کرائے جائیں۔ پھر ہوم سیکرٹری دیکھے کہ کیا درج کرائے گئے مقدمے میں اتنی قوت ہے کہ اسے عدالت میں سماعت کے لئے پیش کیا جائے۔ اس سے کم از کم یہ تسلی تو ہوگی کہ وہی مقدمات زیر سماعت آئیں گے جن میں واقعتاً کچھ حقیقت ہوگی۔ کچھ مقدمات ایسے ہیں جو دس دس سال سے پڑے ہوتے ہیں اور پیشیاں پڑتی رہتی ہیں۔ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ان کا صرف وقت اور پیسہ ضائع ہو اس طرح کے مقدمات ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ بھٹو صاحب سے میں ملا۔ انہوں نے مجھے 7۔ جنوری کو بلایا میں پاکستان گیا ہوا تھا کہنے لگے کہ دیکھو میں نے الیکشن کا اعلان کردیا ہے ہم سے یقیناً کچھ غلطیاں ہوئی ہیں لیکن اگر ہم ایسا نہ کرتے تو ملک میں بڑا ہنگامہ ہوتا۔

س:۔ یہ کب کی بات ہے؟

ج:۔ 1977ء میں۔ جنوری کی سات تاریخ تھی۔

س:۔ اسلام آباد میں ملے تھے؟

ج:۔ جی ہاں! اسلام آباد میں۔ کہنے لگے کہ جب یہ ہوا تو اس وقت موقع ہی ایسا پیدا ہوگیا تھا کہ مجبوری تھی لیکن میں اب نہیں چاہتا کہ مزید اس قسم کا کوئی قدم اٹھایا جائے۔

س:۔ کیا انہوں نے پچھتاوے کا اظہار کیا؟

ج:۔ ان کا معذرت خواہانہ انداز تھا کہ یہ جو کچھ ہوا دراصل نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ غلطی ہو گئی۔ بلکہ انہوں نے مجھ سے باقاعدہ معذرت چاہی اور آئندہ انتخابات میں ان کی مدد کرنے کی اپیل کی۔ ایک شخص رفیع رضا تھے کراچی کے۔ انہوں نے بھٹو صاحب سے کہا کہ دیکھئے انہوں نے آپ کے الیکشن کے لئے اتنا کام کیا ہے اگر آپ نے اب بھی ان کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو آپ سے بڑا احسان فراموش اور کوئی نہیں ہو گا۔

س:۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ کے مطابق دو تین حوالوں سے آپ کی جماعت نے انہیں سپورٹ تو کیا۔

ج:۔ لیکن ہم ووٹ نہیں دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے اپنے آپ کو غیر مسلم کہو پھر تم سے ووٹ لیں گے۔

س:۔ آپ کا عالمی ہیڈ کوارٹر جو ہے وہ برطانیہ میں ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستان سے آنے کے بعد کام کرنے کے حوالے سے برطانیہ کی فضاء آپ کے لئے موزوں اور موافق ہے یا نہیں؟

ج:۔ یہ درست ہے کہ برطانیہ میں عارضی ہیڈ کوارٹرز ہونے کی وجہ سے جو رابطے کی سہولتیں ہیں وہ فائدہ مند ثابت ہو رہی ہیں اور جماعت نے جو ایک پروگرام شروع کر رکھا ہے وہ ساری دنیا میں دیکھا جاتا ہے اب 24 گھنٹے پر پروگرام جاری رہتا ہے۔

س:۔ اس پروگرام کا نام کیا ہے؟

ج:۔ "....ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل" اس وجہ سے اس جانب بیعتوں کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے پچھلے سال 16 لاکھ بیعتیں ہوئیں۔ پہلے سال 2 لاکھ تھیں۔ پھر چار لاکھ' پھر 8 لاکھ اور اب 16 لاکھ ہیں۔ اور سینیگال میں تو پارلیمنٹ کے 26 ممبران (احمدی) ہیں اور گھانا میں کوئی 8 ملین لوگ ہیں اور وزیر وغیرہ ہیں۔

س:۔ کیا یہ درست ہے کہ برطانیہ اور امریکہ وغیرہ آپ کی جماعت کی مالی طور پر سرپرستی کرتے ہیں۔

ج:۔ قطعاً نہیں۔ کوئی سرپرستی نہیں۔ تمام اخراجات جماعت کے لوگ خود برداشت کرتے ہیں۔ عارضی طور پر ہمارا ہیڈ کوارٹر ضرور برطانیہ میں ہے لیکن دنیا بھر کے لئے ہماری ساری خط و کتابت ربوہ ہی کے نام پر ہوتی ہے۔ کیونکہ

باقی صفحہ 7 پر

غلام مصطفیٰ تبسم

اخلاقی تعلیم

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) خطبہ فرمودہ 26 جون 1925ء کو "اخلاقِ فاضلہ کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں۔" کے متعلق فرماتے ہیں۔

"میں نے کچھ عرصہ سے درستی اخلاق کے متعلق مضامین شروع کئے ہوئے ہیں۔ اور آج بھی اسی سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے اخلاق ہی کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ میں نے اپنے خطبات کے شروع میں بتایا تھا کہ اخلاقِ فاضلہ بھی انسان اسی طرح حاصل کر سکتا ہے۔ جس طرح دنیا کے اور درجے اور عہدے حاصل کرتا ہے۔ یعنی اخلاقِ فاضلہ بھی محنت اور کوشش سے ہی حاصل کر سکتا ہے۔

دنیا میں کوئی گر اور کوئی طریق ایسا نہیں کہ انسان بغیر محنت اور مشقت کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجے اور ترقیات پر پہنچ جائے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز اور ادنیٰ سے ادنیٰ نعمت ہی کیوں نہ ہو۔ خدا تعالیٰ نے اس کا حصول بھی کئی تکالیف کے ساتھ معلق کیا ہوتا ہے۔ چھوٹے بچے بیر توڑنے کے لئے جنگل میں جاتے ہیں اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کی انگلیاں کانٹوں سے زخمی ہو جاتی ہیں گو وہ بیر جن کو ایک بچہ مفت کی چیز خیال کرتا ہے۔ وہ بھی اس کو مفت نہیں ملتی۔ بلکہ اس کے حصول کے لئے بھی اس کو کانٹوں کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ پھر جنگلی پھول ہوتے ہیں وہ بھی انسان کو مفت میں نہیں مل جاتے۔ بلکہ ان کے لئے بھی اس کو محنت اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ جنگلوں اور پہاڑوں پر پھول ایسے مقامات پر ہوا کرتے ہیں۔ جہاں انسانوں کے قدم بہت کم پڑتے ہوں۔ اس لئے ان کے حصول کے لئے انسان ان تک جلدی اور آسانی سے نہیں پہنچ سکتا۔

پس وہ پھول جن کو انسان مفت خیال کرتا ہے۔ وہ بھی اسے حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ پہلے کانٹے نہ چبھوائے یا ان تک پہنچنے کے لئے کئی میل کی مسافت نہ طے کرے۔ اسی طرح شہد ہے اس کو بھی انسان مفت کی چیز خیال کرتا ہے۔ لیکن جس چیز کو وہ مفت کی چیز خیال کرتا ہے۔ اسے خدا تعالیٰ نے مکھیوں کے ڈنکوں کے نیچے رکھا ہوتا ہے۔ پہلے وہ ان کے ڈنک برداشت کرتا ہے۔ یا برداشت کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ محنت اٹھاتا ہے۔ تب جاکر اسے شہد نصیب ہوتا ہے۔

اسی طرح پانی ہے جس پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے۔ چونکہ انسان کی زندگی کے قیام کے لئے پانی کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے اس لئے اس کا سہل الحصول ہونا بھی ضروری ہے۔ مگر پانی کو بھی خدا تعالیٰ نے ہزاروں مَنوں مٹی کے نیچے رکھا ہوتا ہے۔ اور جب کنواں نکل آئے تو ڈول ڈالنا اور کھینچنا پڑتا ہے۔ صرف ایک ہی چیز ہے۔ جو انسان کو مفت حاصل ہوتی ہے اور وہ اس لئے کہ اس کے بغیر ایک منٹ بھی انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ غافل ہو یا ہوشیار ہو' سوتا ہو یا جاگتا ہو' ہر حالت میں اسے اس کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ہوا ہے اگر یہ بھی انسان کو مفت نہ ملتی تو وہ مرجاتا مگر باوجود اس کے یہ ہوا بھی بعض حالات میں نہایت قیمتی ہو جاتی ہے۔

مثلاً صحت کمزور ہو جاتی ہے سل وغیرہ بعض ایسے امراض لاحق ہو جاتے ہیں کہ تبدیلی ہوا کے لئے پہاڑ پر یا سمندر کے کنارے یا ریتلے میدان کی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے سینکڑوں روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔ تو کبھی ہوا جیسی عام اور سہل الحصول چیز بھی قیمتی ہو جاتی ہے۔

پس جب ہر ایک چیز کے حصول کے لئے انسان کو محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے تو کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ وہ اعلیٰ درجے کی روحانی ترقی اور اخلاقی مراتب کے حصول کے لئے یہ چاہے کہ اس کو کوئی محنت اور مشقت نہ کرنی پڑے۔ اور وہ یونہی سفلی اور ادنیٰ زندگی سے نکل کر اعلیٰ اور ارفع مقام پر پہنچے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی عظیم الشان نعمت کے حصول کے لئے اسے کچھ بھی محنت اور کوشش نہ کرنی پڑے۔ اگر بیر توڑنے کے لئے پہلے کانٹوں کی تکلیف برداشت کرنا ضروری ہے۔ اگر پھولوں کے حصول کے لئے مشقت اٹھانی اور مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔ اگر پانی کے لئے ڈول ڈالنا اور پھر کھینچنا پڑتا ہے۔ اور شروع میں کنواں کھودنا پڑتا ہے۔ تو پھر وہ اخلاقِ فاضلہ کہ جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کا قُرب اور وصل حاصل کر سکتا ہے۔ بغیر محنت اور مشقت کے کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں۔ پس اخلاقِ فاضلہ کے حصول کے لئے یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے کہ وہ کوئی پڑی ہوئی چیز ہے۔ جو یونہی مل جائے گی۔ یا کسی کا کھویا ہوا متاع ہے جو یونہی دستیاب ہو جائے گا۔ جب تک دوسری چیزوں کی طرح ان کے حصول کے لئے بھی پوری محنت اور کوشش نہ کی جائے اس وقت تک انسان اخلاقِ فاضلہ کے حصول سے محروم رہتا ہے۔

پھر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اخلاقِ فاضلہ کا تعلق عادات سے ہے تو ان کے حصول میں اور بھی مشکل بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ عادات ان میں حائل نہیں ہوتیں۔ اس لئے ان کا حصول آسان ہوتا ہے۔ چونکہ انسان کا ذہن اس چیز کو اس کے سامنے حاضر رکھتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے یکسوئی پیدا کرنا بھی کوئی مشکل نہیں ہوتی۔ لیکن جو امور عادات سے تعلق رکھتے ہیں اور انسان کی عادات ان امور کے خلاف ہوتی ہیں ایسی حالت میں انسان ان کی طرف یکسوئی بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک شخص یہ ارادہ کرلیتا ہے کہ میں علم حاصل کروں گا۔ یا مکان بنواؤں گا۔ بے شک

باقی صفحہ 6 پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

امریکہ صدر چندہ سکینڈل کی زد میں

امریکی صدر بل کلنٹن کے لئے انتخابی مہم کے دوران ملکی وغیر ملکی شخصیات سے فنڈز لینے کا سکینڈل سنگین صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ امریکی کانگرس نے اس سکینڈل کے تناظر میں انڈونیشیا کو فروخت کئے جانے والے ایف 16 طیاروں کی فروخت رکوادی ہے۔ انڈونیشیا سے حاصل ہونے والی یہ رقم پاکستان کو واپس کی جانی تھی۔ امریکی کانگرس نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ انڈونیشیا کے ارب پتی تاجر جیمز ریڈی نے کلنٹن کو بھاری رقم عطیہ کے طور پر دی تھی۔ لہٰذا اس بات کا امکان ہے موجود ہے کہ انڈونیشیا کو ایف سولہ طیاروں اور دیگر ساز و سامان کی فروخت میں گھپلے کئے گئے ہوں گے۔ دریں اثناء کانگرس نے 70 کے قریب بکتر بند گاڑیوں اور دیگر فوجی سامان کی ترسیل بھی رکوادی ہے۔ انگریزی جریدہ ریویو کے مطابق یہ سال انڈونیشیا اور امریکی تعلقات کے لئے بھاری ثابت ہو رہا ہے۔

امریکی سیاسی نظام کے تحت یہ ممکن ہوتا ہے کہ امریکہ کے قانون ساز ادارے کانگرس اور ایوان نمائندگان میں ایک پارٹی کی اکثریت ہو اور صدر کسی دوسری پارٹی کا ہو۔ مسٹر کلنٹن کا تعلق ڈیموکریٹ پارٹی سے ہے جبکہ کانگرس میں ان کی مخالف ری پبلیکن پارٹی اکثریت میں ہے۔ اس لئے صدر کے خلاف ایک سکینڈل کی بو پاتے ہی ری پبلیکن پارٹی حرکت میں آگئی ہے۔ عرصہ 26 سال کے بعد مسٹر کلنٹن پہلے ڈیموکریٹ صدر ہیں جو دوسری ٹرم کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔ ابھی حال ہی میں یعنی جنوری میں انہوں نے اپنی دوسری صدارتی مدت کے لئے حلف اٹھایا ہے۔ صدر کے خلاف یہ الزام عائد کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنی صدارتی مہم کے لئے ناجائز ذرائع سے چندہ حاصل کیا ہے۔

امریکی صدارتی انتخابات میں چندہ دینا کوئی غیر معمولی بات تو نہیں ہے۔ لیکن یہ چندہ پارٹی کے لوگ ہی دیتے ہیں۔ اگر کوئی بظاہر غیر متعلق شخص یہ چندہ دے تو اس کو صدر پر اثر انداز ہونے کی کارروائی سمجھا جاتا ہے۔

بظاہر یہ سکینڈل بہت سخت ہے۔ اب یہ صدر کلنٹن کی صلاحیتوں کا امتحان ہے کہ وہ اس مشکل سے کس طرح باہر آتے ہیں۔

OOO

چین۔ امریکہ کے لئے خطرہ

کچھ عرصہ سے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ امریکہ کے دنیا کی واحد سپر طاقت ہونے کے کردار کو اگر کوئی چیلنج کر سکتا ہے تو وہ چین ہے۔ چین اپنی فوجی اور اقتصادی ترقی کے جس دور میں داخل ہو چکا ہے اس کے پیش نظر مبصرین اس خیال کا اظہار کر رہے ہیں کہ آئندہ دس سال میں چین امریکہ کے لئے فوجی اور اقتصادی طور پر ایک خطرہ بن کر سامنے آجائے گا۔

امریکی ڈیفنس انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر لیفٹیننٹ جنرل پیٹرک ہیوگز نے امریکی سینٹ کو بتایا ہے کہ چین دنیا کے ان چند ممالک میں سے ایک ہے جس کی سیاسی، اقتصادی اور فوجی صلاحیت ایسی ہے کہ وہ آئندہ دس سے 20 سال کے دوران امریکی مفادات کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ بعض دیگر سینیئر امریکی حکام بھی چین کو امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ چین اور روس کے درمیان حالیہ فوجی تعاون کا سمجھوتہ امریکہ کے خلاف سازش ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ امریکہ تائیوان کے دفاع کو اپنا مفاد سمجھتا ہے تو چین تائیوان پر کسی بھی وقت قبضہ کر سکتا ہے۔ اس طرح سے امریکہ چین کے خلاف تائیوان کا دفاع نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ جہاں تک تائیوان کا معاملہ ہے چین امریکی مفادات کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے۔

OOO

اقوام متحدہ: 43 ملکوں کا ووٹ معطل

عالمی ادارہ اقوام متحدہ جس مالی بحران کا کئی سال سے شکار چلا آرہا ہے اس کو حل کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے لئے نئے سیکرٹری جنرل مسٹر کوفی عنان سرگرم ہو گئے ہیں انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ 43 نادہند ممالک کسی معاملے میں ووٹ دینے کے اہل نہیں ہوں گے۔ ان ملکوں نے مسلسل 3 سال سے اپنے واجبات اقوام متحدہ کو ادا نہیں کئے۔ ان 43 ممالک کے ذمے مجموعی طور پر 3۔ ارب ڈالر کی رقم واجب الادا ہے۔ ان میں افریقہ کے 15 ممالک سمیت دو مسلمان ممالک عراق اور یمن اور وسطی ایشیا کی سات ریاستیں بھی شامل ہیں۔ امریکہ بھی اگرچہ نادہند لیکن اس کے ذمہ جو رقم واجب الادا ہے وہ اس کی ادا شدہ رقم سے کم ہے۔ اس لئے امریکہ ووٹ معطل کئے جانے کی سزا سے بچ گیا ہے۔

جن ممالک کا ووٹ معطل کیا گیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں آذربائی جان، بیلو روس، جارجیا، کرغیز ستان، لیسٹویا، ترکمانستان، ازبکستان، عراق، یمن، برونڈی، چاڈ، کانگو، پنامہ، نکاراگوا، جیبوتی، صومالیہ اور ہیٹی وغیرہ ممالک شامل ہیں۔

OOO

خلیج میں امریکی فوجی قوت میں اضافہ

امریکہ نے 30 لڑاکا طیارے قطر میں بھیج دیئے ہیں تاکہ اس علاقے میں امریکی فوج میں اضافہ کیا جائے۔ اس علاقے میں امریکی فوج کا بیشتر حصہ بحری طاقت پر مشتمل ہے۔

ایک اعلیٰ امریکی عہدیدار نے بتایا ہے کہ امریکی طیارہ بردار جہاز ٹی پاک عنقریب خلیج سے روانہ ہو جائے گا لیکن اس کی جگہ ایک اور امریکی طیارہ بردار جہاز لے لے گا۔

دریں اثناء امریکہ گزشتہ سال ستمبر میں کویت بھیجے جانے والے ایف 117 جنگی جہاز وہاں سے ہٹا رہا ہے۔ تاہم فوجی عہدیداروں کا کہنا ہے کہ ان طیاروں کی عدم موجودگی میں بھی علاقے میں اتنی امریکی فوج موجود ہے جو کسی بھی جارحیت کا باسانی مقابلہ کر سکتی ہے۔ امریکی محکمہ دفاع نے بتایا ہے کہ امریکہ کے یہ طیارے ایک دو ہفتوں میں وہاں سے ہٹا لئے جائیں گے۔ اس دوران امریکہ کی فضائیہ اور بری فوج کے تازہ دم دستے عارضی مدت کے لئے وہاں پہنچ جائیں گے۔

OOO

شیخ مجیب الرحمان کے مقدمہ قتل کی سماعت

بابائے بنگلہ دیش شیخ مجیب الرحمٰن کے قتل کے 22 سال بعد اس مقدمہ قتل کی سماعت ایک مجسٹریٹ کی عدالت میں شروع ہو گئی ہے۔ یہ سماعت شیخ مجیب الرحمٰن کی بیٹی شیخ حسینہ واجد کے ملک کا وزیر اعظم بننے کے بعد شروع ہو سکی ہے۔ ڈھاکہ کی اس عدالت میں قتل کے 6 ملزمان کو پیش کیا گیا جن کو گرفتار کیا جا سکا ہے۔ جبکہ بعض اور ملزمان ملک سے باہر چلے گئے ہیں یا وہ پہلے ہی سے ملک سے باہر تھے۔

OOO

بقیہ صفحہ 5

اس کو محنت کرنی پڑے گی۔ روپیہ صرف کرنا پڑے گا۔ لیکن علم حاصل کرنے کا یا مکان بنانے کا خیال بھلانے والی مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ لیکن اخلاقِ فاضلہ کے حصول کا انسان ارادہ بھی کرے تو اس کی عادتیں ہر ایک قدم میں اس کے لئے روک ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ قلبی کیفیات اور اعمالِ ماضیہ کے اثر کے نیچے دبے ہوئے ہوتے ہیں۔

جو شخص عمر کا ایک بڑا حصہ ظالمانہ رنگ میں بسر کرتا ہے آہستہ آہستہ اس کو اپنا ظلم بھی رحم نظر آنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص جھوٹ کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ اپنے جھوٹ کو بھی سچ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اور اس کو سچ بنانے کے لئے بیسیوں جائز و ناجائز حیلے بہانے بناتا ہے۔ اس طرح جس کو خیانت کی عادت پڑ چکی ہو وہ خیانت کو امانت سمجھنے لگ جاتا ہے۔ جس کو بدگوئی اور بدکلامی کی عادت ہو چکی ہو وہ آہستہ آہستہ یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ وہ کسی کا دل نہیں دکھا رہا۔ بلکہ حق بات اور مناسب بات کہہ رہا ہے۔ ایسے لوگ ظلم کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم تو کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ ایسی حالت میں اخلاقِ فاضلہ کے حصول کا محض ارادہ کر لینا ہی کام نہیں دے سکتا۔ ایک شخص پورے زور کے ساتھ یہ ارادہ کر لیتا ہے کہ میں ظلم نہ کروں۔ لیکن جب موقع اور وقت آتا ہے تو وہ اپنی عادت سے مجبور ہو جاتا ہے اور ظلم کرتے ہوئے پھر کہتا ہے کہ میں ظلم نہیں کرتا۔ یہی حال دوسری بدعادات کا ہوتا ہے۔ اخلاق کی درستی تب ہی ہو سکتی ہے۔ جب انسان یہ سمجھے کہ مجھ سے بداخلاقی ہوئی ہے لیکن جو شخص اخلاق میں ایسا گر جاتا ہے کہ صراحتاً گالیاں دیتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے میں تو گالی نہیں دیتا۔ حالانکہ وہ اپنے متعلق ایک چھوٹی سی بات کو بھی پہاڑ کے برابر بنا لیتا ہے۔ ایسے شخص کو اخلاق کی درستی کے لئے اس کا ارادہ بھی اس کو کچھ نفع نہیں دے سکتا (-) پس اخلاقِ فاضلہ کے حصول میں ایک تو اپنے ارادے کی کمزوری دوسرے انسان کی عادت روک ہوتی ہیں۔ اس لئے اعلیٰ اخلاق کے حصول کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ وہ بدعادات کی اصلاح کرے اور ان کے اثرات سے بچنے کی کوشش کرے۔ جس کا طریق یہ ہے کہ وہ مراقبہ کرے (-) بدقسمتی سے مراقبہ کے بہت بُرے معنی (-) رواج پا گئے ہیں۔ اس کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ انسان اپنے اعمال پر غور کرے۔ اپنے اعمال کی نگرانی کرے۔ مثلاً اگر کسی سے اس نے اپنا کوئی حق لینا ہے۔ اس حق لینے میں اس نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ اس پر غور کرے کہ اگر میں لینے کی بجائے دینے والا ہوتا اور میرے ساتھ ایسا طریق اختیار کیا جاتا تو میں اس کو اخلاق قرار دیتا یا بداخلاقی یا جو بات میں نے دوسرے کے متعلق کہی ہے اگر وہی بات میرے متعلق کوئی کہتا تو میں کیا سمجھتا۔ پس مراقبہ کے معنی تو یہ تھے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ کیا جائے۔ لیکن آہستہ آہستہ بدقسمتی سے مراقبے کے یہ معنی ہو گئے ہیں کہ سر نیچے کر کے بعض الفاظ رٹے جائیں۔ حالانکہ اس کے معنی نفس کی نگرانی کرنا ہے۔ اس لئے صوفیاء کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ علیحدگی میں اپنے نفس کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس وقت جوش ٹھنڈے ہو چکے ہوتے ہیں اور اخلاق کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے جب انسان علیحدگی میں سوچتا ہے۔ تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ میں نے دوسرے کے ساتھ کیا ہے وہی کچھ اگر کوئی میرے ساتھ کرتا تو میں یقیناً اسے ظالم یا جھوٹا یا فریبی قرار دیتا۔ اس طرح اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ جس بات کی وجہ سے وہ دوسرے کو بُرا کہہ رہا تھا اسی بات کا وہ خود مرتکب ہوا ہے۔ تو مراقبہ اخلاق فاضلہ کے حصول اور اخلاقِ رذیلہ سے بچنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اس لئے ایک تو میری یہ نصیحت ہے کہ آپ لوگ مراقبہ کیا کریں۔ یعنی اپنے اعمال کا محاسبہ اور اپنے نفس کی نگرانی کیا کریں۔ اس ذریعہ سے بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ جن باتوں کو کوئی شخص اپنی بدعادات کے اثر کے ماتحت نیکیاں خیال کرتا تھا وہ تو بدیاں ہیں۔ اور اس طرح بہت آسانی سے وہ اپنے اخلاق کی اصلاح کر سکے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت صاحب کے تمام ارشادات کی روشنی میں اپنے اخلاق کو درست کرنے کی توفیق عطا کرے اور حضرت صاحب کے ہر ارشاد پر عمل پیرا ہونے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے اور اپنے نفس کی نگرانی کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

OOO

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم عبدالرحیم صاحب سابق خادم بیت دارالذکر لاہور کی ریڑھ کی ہڈی گرنے سے فریکچر ہو گئی ہے۔ آزاد کشمیر سے لاہور میو ہسپتال میں بغرض علاج داخل کروایا گیا ہے۔ چند دنوں تک اپریشن متوقع ہے۔ احباب سے ان کی کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ عزیز صبور احمد رانا ابن مکرم دوست محمد رانا صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ 19- فروری 1997ء کو بعمر 10 سال وفات پا گئے۔ 20- فروری کو بعد ظہر بیت المہدی میں جنازہ پڑھا گیا اور قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی۔ عزیز مکرم شریف احمد رانا صاحب کا نواسہ ہے۔ عزیز کی بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل ملنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترم چوہدری صادق علی صاحب دارالیمن شرقی ربوہ مورخہ 17- فروری 1997ء بعمر 95 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اگلے روز بعد ظہر بیت المبارک میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے جنازہ پڑھایا اور موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ موصوف مکرم محمود احمد خان صاحب کارکن دفتر جائیداد کے والد محترم تھے۔ موصوف کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترمہ جلال بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم صوبیدار عبدالغنی صاحب بقضائے الٰہی مختصر علالت کے بعد مورخہ 97-2-19 کو وفات پا گئیں ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی بلندی درجات کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔

کفالت یتامیٰ

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو جذب کرنے کا ایک یقینی ذریعہ

ا۔ جنوری 1991ء میں ہمارے پیارے آقا نے جوبلی منصوبہ کے تحت کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی جس میں مخلصین نے نہایت بشاشت کے ساتھ حصہ لیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے 258 گھرانوں کے 923 مستحق یتامیٰ کی بطریق احسن کفالت کی جارہی ہے۔

اس مبارک تحریک میں کوئی بھی دوست حسب حیثیت رقم مقرر کر کے کسی بھی وقت شامل ہو سکتے ہیں۔ اس وقت مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپے سے ایک ہزار روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں اور اپنی رقوم "امانت کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کرانا شروع کر دیں۔

یاد رہے کہ یتامیٰ کی کفالت کرنے والوں کے لئے بروز قیامت عظیم الشان شفاعت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

اب جبکہ اس مبارک تحریک میں آغاز سے حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء گرامی مستقل طور پر محفوظ کئے جارہے ہیں سب احباب جماعت کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ۔

(ا) اگر وہ اس مبارک تحریک کی ابتداء سے حصہ نہیں لے سکے تھے اور بعد میں کسی وقت اس کی طرف توجہ یا توفیق ہوئی تو ایسے احباب کے لئے اب بھی گنجائش موجود ہے کہ وہ تحریک کے آغاز جنوری 1991ء سے قربانی کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں اور جتنا عرصہ جنوری 1991ء سے بنے اس کی ادائیگی یکمشت کر سکتے ہیں تاکہ اس تحریک کے آغاز سے قربانی کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہو سکیں۔

(ب) جو دوست ابھی تک اس تحریک میں شمولیت کی سعادت نہیں پا سکے ان سے اولاً گزارش ہے کہ اس نیک اور بابرکت تحریک میں اپنی حیثیت کے مطابق شرکت فرماویں۔ نیز یہ کہ ایسے نئے شامل ہونے والے احباب کے لئے بھی جنوری 1991ء سے اپنی قربانی کا آغاز کرنے کی گنجائش موجود ہے تاکہ وہ بھی ابتداء سے ہی اجر کے مستحق ٹھہریں۔

ج۔ نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثا توجہ فرماویں

حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم، اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

جمعرات 6- مارچ 1997ء

12-00 (رات) جرمن پروگرام۔
1-00 اردو کلاس (نیا)۔
2-00 المائدہ دال ماش۔
3-00 نیچرل کیور۔ ہومیو پیتھک کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)۔
4-00 عربی زبان سیکھئے۔
4-30 عربی پروگرام۔ قصیدہ نظم۔
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
5-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
5-30 چلڈرنز کارنر۔(دوبارہ)۔
6-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)۔
7-00 سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب (دوبارہ)۔
8-00 صبح۔اردو کلاس (دوبارہ)۔
9-00 عربی زبان سیکھئے۔
9-30 عربی پروگرام قصیدہ۔ نظم۔
10-00 نیچرل کیور۔ ہومیو پیتھک کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)۔
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
11-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔(دوبارہ)۔
12-00 دوپہر۔ سندھی پروگرام۔ خطبہ کا سندھی ترجمہ۔(95-5-26)۔
1-00 المائدہ دال ماش۔
1-55 لقاء مع العرب (دوبارہ)۔
2-55 اردو کلاس (دوبارہ)۔
3-55 بنگالی پروگرام۔
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
5-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
5-30 ڈچ زبان سیکھئے۔
6-00 چینی پروگرام۔(-) اصول کی فلاسفی۔
7-00 (رات) نیچرل کیور۔ ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
8-00 کوئز پروگرام۔ لجنہ اماء اللہ۔ میرپور خاص بمقابلہ فیصل آباد بمقابلہ لاہور بمقابلہ راولپنڈی بمقابلہ ملتان۔
8-30 الزامات کے جوابات حضرت صاحب کی طرف سے سیشن 21-(94-5-4) حصہ دوئم۔
9-00 لقاء مع العرب (نیا)۔
10-00 روسی پروگرام۔
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
11-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔

آج کے پروگرام

جمعہ 28- فروری 1997ء

12-00 رات۔جرمن پروگرام۔
1-00 اردو کلاس (نیا)۔
2-00 بزم مشاعرہ۔ نصرت جہاں اکیڈیمی ربوہ۔
3-00 نیچرل کیور۔ ہومیو پیتھک کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
4-00 ڈچ زبان سیکھئے۔
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
5-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
5-30 چلڈرنز کارنر۔
6-00 لقاء مع العرب۔(دوبارہ)۔
7-00 کوئز پروگرام۔(دوبارہ)۔
7-30 الزامات کے جوابات حضرت صاحب کی طرف سے سیشن 21-(94-5-4) حصہ اول (دوبارہ)۔
8-00 صبح۔اردو کلاس (دوبارہ)۔
9-00 ڈچ زبان سیکھئے۔(دوبارہ)۔
10-00 نیچرل کیور۔ ہومیو پیتھک کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔(دوبارہ)۔
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
11-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔
12-00 دوپہر۔پشتو پروگرام۔
1-00 بزم مشاعرہ۔ ترتیب نصرت جہاں اکیڈیمی ربوہ (دوبارہ)۔
2-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)۔
3-00 اردو پروگرام۔(دوبارہ)۔
3-50 بنگالی پروگرام۔
5-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
5-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
5-30 درود شریف اور نظم۔
6-00 خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ بیت الفضل لندن۔یو۔کے۔97-2-28۔
7-15 رات۔ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اردو بولنے والے احباب کے ساتھ۔
8-15 بیت بازی۔کھاریاں بمقابلہ میرپور خاص۔
9-00 لقاء مع العرب۔
10-00 سواحیلی پروگرام۔
11-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
11-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔

بقیہ صفحہ 5

بہرحال ہمارا اصل ہیڈ کوارٹر تو وہی ہے۔ سینی گال میں ہمارا سنٹر 1989ء میں قائم ہوا تھا۔ وہاں ہم نے 20۔ مارچ 1989ء کو جماعت کی ایک تقریب منعقد کی۔ اس وقت تک سو سال مکمل ہو چکے تھے۔ جو ہمارے بانی ہیں انہوں نے 23۔ مارچ 1889ء کو بیعت لی۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ 23-مارچ کی تاریخ ہماری زندگی میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ بہرحال ہم جہاں بھی ہوں ہمارا دل پاکستان کے لئے دھڑکتا ہے۔ ہم جہاں بھی ہوں اپنے وطن کی خدمت کرتے رہیں گے۔ غلط فہمیاں بالآخر دور ہو جائیں گی۔

(ہفت روزہ حرمت۔ اسلام آباد 27۔ دسمبر 96 تا 2۔ جنوری 97)

مرسلہ:۔ ایم ایس خالد

خبریں

ربوہ : 27 - فروری-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 12 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 26 درجے سنٹی گریڈ

○ وفاقی کابینہ کی تشکیل کا پہلا مرحلہ طے ہو گیا ہے۔ سات رکنی کابینہ نے حلف اٹھالیا ہے۔ ان میں گوہر ایوب (امور خارجہ) چوہدری شجاعت حسین (امور داخلہ) سرتاج عزیز (خزانہ) محمد اسحاق ڈار (تجارت) چوہدری نثار علی خاں (پٹرولیم و قدرتی وسائل) اور سیدہ عابدہ حسین (تعلیم) شامل ہیں۔ اصغر علی شاہ وزیر مملکت ہوں گے۔ سید مشاہد حسین وزیراعظم کے مشیر اطلاعات و نشریات ہوں گے۔ ان کا عہدہ وفاقی وزیر کے برابر ہو گا۔ اصغر علی شاہ کے عہدہ کا اعلان نہیں ہوا۔ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے 17۔ فروری کو وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا تھا۔ آٹھ روز بعد وفاقی کابینہ نے حلف اٹھایا۔ حلف برداری کی تقریب جو ایوان صدر میں منعقد ہوئی نہایت سادہ اور پروقار تھی۔ کابینہ کے سبھی ارکان مسلم لیگی ہیں۔ مسلم لیگ کی کسی حلیف جماعت کے کسی رکن کو پہلے مرحلے میں کابینہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ "قرض اتارو ملک سنوارو" میری پہلی ترجیح ہے۔ قومی ایجنڈے پر عمل درآمد کے لئے مضبوط کابینہ تشکیل دی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ عوامی نیشنل پارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم کو بھی جلد نمائندگی ملے گی۔ کوئی ساتھی ناراض نہیں ہے کیونکہ ملک کو خوش حالی کی منزل پر پہنچانے کے لئے سب قربانی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسمبلی میں جن 500 نادہندگان کی فہرست پیش کی ان سے قومی دولت کا ایک ایک پیسہ وصول کیا جائے گا۔ امریکہ سے تعلقات مزید بہتر بنائیں گے۔

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے ملک میں صنعتی ترقی کو یقینی بنانے کے لئے آٹھ ورکنگ گروپوں کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ جو صنعتی نظام کے ذیلی شعبوں کو درپیش مسائل کا جائزہ لے کر ان کے حل کے لئے حکومت کو اپنی سفارشات پندرہ دنوں کے اندر پیش کریں گے ہر ورکنگ گروپ کے چھ ممبر ہوں گے جن میں سے تین متعلقہ صنعتی شعبے اور تین حکومت کی جانب سے ہوں گے۔ میاں محمد نواز شریف نے کہا کہ ہم اندرونی اور بیرونی قرضوں پر کم سے کم انحصار کریں گے اندرونی خود کفالت کے لئے سرکاری مصارف کم کر کے ٹیکسوں کی بنیاد وسیع کی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ اہداف کا حصول صنعتی و تجارتی حلقوں کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ آئندہ 72 گھنٹوں میں کرپٹ افسر تبدیل کر دیے جائیں گے ایف آئی آر درج کرنے میں دو دن کا تاخیر کرنے والے تھانے دار کو نوکری سے نکال دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں بڑا بول نہیں بولتا لیکن میرا دعویٰ ہے کہ خلافت راشدہ کا دور واپس آئے گا۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس اعجاز نثار، مسٹر جسٹس خالد پال خواجہ، اور جسٹس سعید الرحمٰن فرخ پر مشتمل فل بنچ نے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کو پلاٹوں کی غیر قانونی الاٹمنٹ کے مقدمہ سے بری کر دیا ہے اور ان کے خلاف لاہور ہائی کورٹ کی خصوصی عدالت کے روبرو اس مقدمہ پر ہونے والی کارروائی خارج کر دی۔ یہ مقدمہ بے نظیر دور میں درج ہوا تھا۔ 26۔ مارچ 1995ء کو خصوصی عدالت نے بریت کے لئے درخواست مسترد کر دی تھی جس کے لئے میاں محمد نواز شریف نے عدالت عالیہ سے رجوع کیا تھا جس نے اب انہیں بری کر دیا ہے۔

○ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ ایف آئی اے کا گسٹاپو کردار ختم کر دیا جائے گا۔ فرقہ واریت کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے تمام مکاتب فکر کے نمائندہ افراد کی کانفرنس بلائی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ جن افسروں نے ماضی میں اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا اور تاجر طبقے میں عدم تحفظ کی فضا قائم کی ان کے خلاف فوری کارروائی کی جائے گی۔ ایسے افسروں کے خلاف ایک ہفتہ میں رپورٹ پیش کیے جانے کی انہوں نے ہدایت کی۔

○ جماعت اسلامی پاکستان کے سربراہ قاضی حسین احمد نے جمعہ کی چھٹی کی بجائے اتوار کے روز چھٹی کرنے کے فیصلہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اتوار کی چھٹی بحال کرنا ملک کی نظریاتی سرحدوں پر شرمناک حملہ ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان اس فیصلے کے خلاف 28۔ فروری کو ملک گیر احتجاجی مظاہرے کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ میاں محمد نواز شریف ہنود و یہود کی سازشوں کا شکار ہوئے ہیں انہوں نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ ملک بھر میں جمعہ کے روز ہونے والے بڑے بڑے احتجاجی مظاہروں میں شامل ہو کر اپنی دینی و ملی حمیت کا ثبوت فراہم کریں۔

○ گزشتہ رات نیشنل بنک آف پاکستان ڈسکہ کی مین برانچ واقع ماڈل ٹاؤن میں "ڈاکہ یا دہشت گردی" کی واردات میں نامعلوم افراد نے بینک میں رات کی ڈیوٹی پر موجود سیکورٹی پولیس کے پانچ ملازمین کو تیز دھار آلہ سے ذبح کر دیا۔ ملزم گیس سلنڈر کی مدد سے بینک کی تجوری کھولنے کی کوشش بھی کرتے رہے۔ جائے واردات پر انہوں نے کھانا بھی کھایا اور شراب بھی پی۔

ایک دوسری واردات میں گوجرانوالہ میں 6۔ افراد نے ایک باپ بیٹے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فائرنگ کی زد میں آنے والا ایک راہ گیر بھی شدید زخمی ہو گیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے۔

○ جہانیاں میں تحریک جعفریہ کے صدر کو دو نامعلوم کلاشنکوف بردار موٹر سائیکل سواروں نے بدھ کے روز علی الصبح 6 بجے کر 20 پر برسٹ مار کر ہلاک کر دیا۔ سید عاشق حسین صدر تحریک فقہ جعفریہ انجمن حسینیہ صبح غلہ منڈی جا رہے تھے کہ راستے میں موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے گولیاں مار دیں۔ اور فرار ہو گئے۔ سید عاشق حسین موقعہ پر ہی ہلاک ہو گئے۔ دہشت گردی کی اس واردات کے بعد پورے شہر کی فضاء سوگوار ہو گئی اور خوف و ہراس پھیل گیا۔ پولیس کے سینکڑوں کارندوں نے شہروں میں پوزیشنیں سنبھال لی ہیں۔

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی "قرض اتارو ملک سنوارو" مہم کے سلسلے میں پہلے ہی روز لوگوں نے کروڑوں روپے جمع کرا دیے۔ حبیب بینک کے ملازمین نے ایک کروڑ روپے جمع کرائے۔ پنجاب بینک نے ایک کروڑ عطیہ دینے کا اعلان کیا۔ واپڈا ملازمین دو کروڑ دیں گے۔ متعدد سرکاری و نجی اداروں کے ملازمین نے ایک دن کی تنخواہ دینے کا اعلان کیا۔ کلرکوں اور اساتذہ تنظیموں نے اضافہ شدہ ایک تنخواہ جمع کرانے کا وعدہ کیا ہے۔ نوائے وقت اور نیشن اخبارات کی طرف سے ایک لاکھ ڈالر جمع کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ پولیس بھی ایک کروڑ دے گی۔

○ روس کی امداد سے زیر تعمیر ایران کا ایٹمی پلانٹ جلدی ہی کام شروع کر دے گا اس پر 10 ارب ڈالر سرمایہ خرچ آچکا ہے۔ اس پلانٹ میں تیار ہونے والی بجلی سارے ملک میں سپلائی کی جائے گی۔

○ طالبان حزب وحدت کی فوج کے ساتھ شدید لڑائی کے بعد صوبہ بامیان میں داخل ہو گئے ہیں۔

○ اسرائیلی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ اسرائیل اور چین مسلم انتہا پسندی کی مذمت کرتے ہیں۔

○ بھارت کے دفاعی ماہرین نے دفاعی بجٹ میں بھاری اضافے کا مطالبہ کیا ہے۔

○ امریکہ کے محکمہ خارجہ نے سعودی عرب میں مقیم امریکی شہریوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ انتہا پسندوں کے امکانی حملوں سے ہوشیار رہیں۔

○ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین عمر فاروق نے جموں میں ایک مشترکہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے پرامن مذاکرات کرے۔ انہوں نے کہا کہ حریت کانفرنس پاکستان سے کشمیر خالی کرانے کا مطالبہ کرتی ہے۔ انہوں نے کانفرنس میں صحافیوں کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ حریت کانفرنس کا مقصد اسلامی حکومت نہیں۔ ہم ریاست میں مختلف عقائد کے لوگوں کو ایک ساتھ لے کر چلنے پر یقین رکھتے ہیں۔

○ سکولوں میں بچوں کی بڑھتی ہوئی غیر حاضری کے باعث پورٹ لینڈ کے ایک سکول کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ سارے پیریڈ پڑھنے والے بچوں اور ان کے والدین کو روزانہ 13 ڈالر ادا کیا کریں گے۔

○ اقوام متحدہ کے زیر اہتمام افغانستان کے بارے میں امن مذاکرات کا دوسرا دور اسلام آباد میں ختم ہو گیا ہے۔ کانفرنس کے شرکاء نے جنگ بندی۔ کابل کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے اور افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کے قیام کے لئے اقوام متحدہ کی نگرانی میں سمجھوتے پر غور کیا۔ مذاکرات میں طالبان کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔

○ پنجاب حکومت نے اتوار کو چھٹی کا باقاعدہ نوٹیفیکیشن جاری کر دیا ہے اور دفاتر کے اوقات کار کا بھی اعلان کر دیا ہے۔ جس کے مطابق سیکرٹریٹ اور اس کے ریجنل دفاتر سوموار سے جمعرات تک 8 سے 3 بجے دوپہر تک کھلے رہیں گے۔ جبکہ جمعۃ المبارک کو صبح 8 بجے سے 12 بجے تک کھلے رہیں گے۔ جبکہ ڈویژنل ضلعی اور ان کے ماتحت دفاتر سوموار سے جمعرات تک صبح 9 بجے سے 4 بجے تک کھلے رہیں گے۔

SHARIF GOLDSMITH
AQSA ROAD RABWAH
PH: Off. 212515 Res. 212300

فرحت علی جیولرز
اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ فون: 213158

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم
میں پانچ، دس مرلہ، اور ایک کنال کے چند پلاٹس
اور ربوہ میں پلاٹ اور مکان کی خرید و فروخت
کیلئے تشریف لائیں۔
رابطہ: کہکشاں پراپرٹی سنٹر
کہکشاں کالونی بالمقابل جلسہ گاہ "جدید" ربوہ
فون نمبر: 211842

خواتین کی
عورتوں اور بچوں کے مشہور معالج
دشمن مرض لیکوریا کے لئے
یونانی سلکوریا
مطب حمید رجسٹرڈ
مشہور دواخانہ
پنڈی بائی پاس، جی۔ ٹی روڈ، گوجرانوالہ
فون: 0431-264534 فیکس: 0431-219066